بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

خطبہ نمبر ۴۹

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم - چہار شنبہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۳/۱۸	۲ فتح ۱۳۴۳ ہش ۲۶ رجب ۱۳۸۴ ھ ۲ دسمبر ۱۹۶۴ ء	نمبر ۲۸۰

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب۔

ربوہ یکم دسمبر بوقت ۹ بجے صبح

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی۔ اِس وقت بھی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

احباب جماعت حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں ؛

اخبار احمدیہ

۰- ربوہ یکم دسمبر- اسلامی مشاورتی کونسل کے رکن مولانا ابوالہاشم صاحب جو اسلامک اکیڈمی ڈھاکہ کے ڈائریکٹر بھی ہیں کل مورخہ ۳۰ نومبر کو دو بجے بعد دوپہر بذریعہ موٹر کار لاہور سے ربوہ تشریف لائے۔ آپ جماعت احمدیہ کا مرکز دیکھنے اور علماء سلسلہ سے ملاقات کرنے کی غرض سے یہاں تشریف لائے ہیں۔ نظارت اصلاح وارشاد نے کل مختلف تقاریب میں بزرگان و علمائے سلسلہ، مبلغین اسلام، غیر ملکی طلباء اور دیگر ذی علم احباب کے ساتھ آپ کی ملاقات کا موقعہ پیدا کیا۔ آج گیارہ بجے دن آپ مجلس ارشاد تعلیم الاسلام کالج کے زیر اہتمام طلبا کالج سے خطاب فرما رہے ہیں۔

۰- ربوہ یکم دسمبر- مکرم مولوی نصیر احمد خان صاحب اعلائے کلمۃ الاسلام کی غرض سے غانا (مغربی افریقہ) جانے کے لئے مورخہ ۳ دسمبر بروز جمعرات بخیبر میل ایکسپریس سے کراچی روانہ ہو رہے ہیں۔ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں ربوہ سٹیشن پر پہنچ کر آپ کو دعاؤں کے ساتھ رخصت کریں۔ (وکالت تبشیر)

۰- ہمارے انڈونیشی مبلغ مکرم محمد بشیری صاحب کی صاحبزادی بدر الف صاحبہ کی ٹانگ کا اپریشن جاکرتہ میں ہو رہا ہے۔ احباب جماعت سے کامیاب اپریشن اور کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (وکالت تبشیر)

۰- محترم ڈاکٹر فیض علی صاحب صابر مرحوم کی اہلیہ صاحبہ محترمہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیہ ہیں عرصہ سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔ گزشتہ چند روز سے طبیعت زیادہ ناساز ہے۔ ضعف دن بدن بڑھ رہا ہے۔ احباب صحت یابی کے لئے دعا کریں۔

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کوئی قوم، قوم نہیں کہلا سکتی جب تک کہ وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ کرے

اگر اختلاف رائے اور پھوٹ ہے تو سمجھ لو کہ یہ ادبار اور تنزل کے نشانات ہیں

"میرا تو یہ مذہب ہے کہ وہ تلوار جو صحابہؓ کو اٹھانی پڑی وہ صرف اپنی حفاظت کے لئے تھی، ورنہ اگر وہ تلوار نہ بھی اٹھاتے تو یقیناً وہ زبان ہی سے دنیا کو فتح کر لیتے۔

سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل

انہوں نے ایک صداقت اور حق کو قبول کیا تھا اور پھر سچے دل سے قبول کیا تھا اس میں کوئی تکلف اور نمائش نہ تھی۔ ان کا صدق ہی ان کی کامیابیوں کا ذریعہ ٹھہرا۔ یہ سچی بات ہے کہ صادق اپنے صدق کی تلوار سے کام لیتا ہے۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی شکل وصورت جس پر خدا پر بھروسہ کرنے کا نور چڑھا ہوا تھا پر کیا فضل تھا اور وہ کس قدر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں فنا شدہ قوم تھی۔

یہ سچی بات ہے کہ کوئی قوم قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں ملت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جا سکتی جب تک کہ وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ کرے۔ اور اگر اختلاف رائے اور پھوٹ رہی تو پھر سمجھ لو کہ یہ ادبار اور تنزل کے نشانات ہیں۔ مسلمانوں کے ضعف اور تنزل کے منجملہ دیگر اسباب کے باہم اختلاف اور اندرونی تنازعات بھی ہیں۔ پھر اگر اختلاف رائے کو چھوڑ دیں اور ایک کی اطاعت کریں جس کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ پھر جس کام کو چاہتے ہیں ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے۔ اس میں یہی تو سِر ہے کہ اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہو سکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے۔

پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہؓ بڑے اہل الرائے تھے۔ خدا نے ان کی بناوٹ ایسی ہی رکھی تھی۔ وہ اصول سیاست سے بھی خوب واقف تھے کیونکہ آخر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم خلیفہ ہوئے اور ان میں سلطنت آئی تو انہوں نے جس خوبی اور انتظام کے ساتھ سلطنت کے بار گراں کو سنبھالا ہے اس سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ ان میں اہل الرائے ہونے کی کیسی قابلیت تھی مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور ان کا یہ حال تھا کہ جہاں آپؐ نے کچھ فرمایا اپنی تمام آراؤں اور دانشوں کو اس کے سامنے حقیر سمجھا اور جو کچھ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی کو واجب العمل قرار دیا۔ ان کی اطاعت میں گمشدگی کا یہ عالم تھا کہ آپؐ کے وضو کے بقیہ پانی میں برکت ڈھونڈتے تھے اور آپؐ کے لب مبارک کو متبرک سمجھتے تھے۔ اگر ان میں یہ اطاعت، یہ تسلیم کا مادہ نہ ہوتا بلکہ ہر ایک اپنی ہی رائے کو مقدم سمجھتا اور پھوٹ پڑ جاتی تو وہ اس قدر مراتب عالیہ کو نہ پاتے۔

(الحکم نمبرہ ۱۹۰۱ء)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

خطبہ جمعہ

جماعت کے کمزور حصے کو مضبوط بنانے اور اُس کی کمزوریوں کو دُور کرنے کی کوشش کرو

اپنے نیک نمونہ سے لوگوں کے قلوب میں احمدیت کی محبت پیدا کرو

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۰ ؍جون ۱۹۵۵ء ——— بمقام احمدیہ ہال ۔ کراچی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

انسانوں پر

زندگی کے کئی دَور

آتے ہیں۔ کبھی انسان دودھ پیتا بچہ ہوتا ہے کبھی چوسنیاں چوسنے والا بچہ ہوتا ہے۔ کبھی ابتدائی تعلیم حاصل کرنے والا بچہ ہوتا ہے۔ کبھی قریب بلوغت کے زمانہ میں وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہا ہوتا ہے۔ کبھی بالغ ہو کر وہ اپنے مستقبل کے متعلق سوچ رہا ہوتا ہے۔ کبھی اپنی بھرپور جوانی میں وہ شادی بیاہ کرتا ہے اور اس کے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ کبھی جوانی کی عمر کا ایک حصہ گزار کر وہ ادھیڑ عمر میں جا پہنچتا ہے کبھی اس پر بڑھاپا آتا ہے اور پھر کبھی اس پر ایسا بڑھاپا آتا ہے کہ چلنا پھرنا بھی اس کے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ افراد کے جو مختلف دَور ہیں یہی دَور قوموں پر بھی آیا کرتے ہیں۔ کبھی

قوموں کی حالت

بچوں کی سی ہوتی ہے۔ کبھی ان کی حالت بڑی عمر والوں کی سی ہوتی ہے۔ کبھی ان سے بھی بڑی عمر والوں کی سی حالت ہوتی ہے اور کبھی ان پر جوانی کی عمر آتی ہے۔ لیکن جو قومیں خدا تعالیٰ کی طرف سے قائم کی جاتی ہیں ان پر جوانی کا زمانہ نسبتاً جلدی آجاتا ہے اور جو قومیں خدا تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت چلنے والی ہوتی ہیں ان پر جوانی کا زمانہ زیادہ دیر تک رہتا ہے۔ پھر اس کے بعد آج تک کا تجربہ یہی بتاتا ہے کہ ہر قوم پر بڑھاپا آجاتا ہے اور وہ اپنے فرائض کے ادا کرنے میں کوتاہی کرنے لگ جاتی ہے۔ ہماری جماعت ابھی اپنی

جوانی کے دَور کے قریب

کے زمانہ میں ہے۔ ہم اپنے آپ کو نابالغ نہیں کہہ سکتے۔ ہم اپنے آپ کو قریب بلوغت کے زمانہ میں بھی نہیں کہہ سکتے۔ اور ہم اپنے زمانہ کو کامل بلوغت کا زمانہ بھی نہیں کہہ سکتے۔ قریب بلوغت اور کامل بلوغت کے درمیان جو زمانہ ہوتا ہے وہی ہم پر گزر رہا ہے اور اسی کے مطابق ہماری جماعت کو اپنی ذمہ واریاں سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ وہ عمر ہے کہ اس میں انسان نہ اپنے آپ کو ناداں کہہ سکتا ہے اور نہ پورے طور پر اسے تمام کاموں کا ذمہ دار قرار دیا جا سکتا ہے۔ یوں سمجھ لو کہ یہ عمر ایسی ہی ہے جیسے اکیس بائیس سال کے نوجوان کی عمر ہوتی ہے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اس عمر میں بھی ہماری جماعت میں اپنی ذمہ داریوں کے سمجھنے کا ابھی وہ احساس نہیں ہے جو اس کے اندر ہونا چاہیئے تھا۔ مثلاً پہلی چیز تو یہی ہوا کرتی ہے کہ انسان تعلیم حاصل کرتا ہے اور اس عمر تک اپنی تعلیم سے قریباً قریباً فارغ ہو جاتا ہے۔ لیکن ہماری جماعت میں دینی تعلیم اور دینی تربیت کے لحاظ سے ابھی

بہت بڑی کمی

پائی جاتی ہے۔ اکثر حصہ جماعت کا وہ ہے جو قرآن شریف کو نہیں سمجھتا اور اس اکثر حصہ میں سے بھی ایک کثیر حصہ ایسا ہے جو ان ذرائع کو بھی جو قرآن کریم کے سمجھنے کے ان کو میسر ہیں صحیح طور پر استعمال کرنے کی کوشش نہیں کرتا مثلاً ہمارا ملک اردو بولتا ہے یا مختلف صوبوں میں گنوار طرز کے جو لوگ ہیں یا غیر تعلیم یافتہ لوگ ہیں یا صرف صوبجاتی زبان جاننے والے ہیں ان میں سے کوئی سندھی بولتا ہے کوئی بلوچی بولتا ہے کوئی پشتو بولتا ہے کوئی بنگالی بولتا ہے۔ عربی زبان ہمارے ملک میں بطور زبان کے نہیں بولی جاتی بلکہ ہمارے ملک کے لوگوں کو اتنا بُعد عربی زبان سے ہے کہ علماء بھی عربی نہیں بولتے اور اگر کبھی انہیں عربی بولنی پڑے تو وہ اتنا ہچکچاتے ہیں کہ دو فقرے بھی وہ اپنی زبان سے نکالیں گے تو کانپتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے اور لرزتے ہوئے۔ جہاں تک ان کے

علم کا سوال ہے

اگر اس کو دیکھا جائے تو وہ عرب اور مصر کے علماء سے کم نہیں ہوں گے۔ دینی کتب کا انہیں خوب مطالعہ ہوتا ہے۔ لیکن جب عربی بولنے کا سوال آئے تو عرب کا ایک معمولی کمہار یا دھوبی بھی صحیح عربی بولے گا اور وہ دو فقرے بھی نہیں بول سکیں گے۔ یہ نقص صرف اس وجہ سے ہے کہ انہیں عربی بولنے کی مشق نہیں۔ پس ایسے ملک کے لوگوں سے یہ امید کرنا کہ وہ عربی میں قرآن کو سمجھ سکیں گے بہت بعید بات ہے۔ بے شک ہماری کوشش تو یہی ہونی چاہیئے مگر اس امید کے بر آنے کے لئے ایک لمبا زمانہ چاہیئے۔ اور جب اس کے لئے ایک لمبے زمانہ کی ضرورت ہے تو سوال یہ ہے کہ کیا ان کی روح اتنے عرصہ کے لئے امید و بیم میں رکھی جا سکتی ہے۔ فرض کرو تمہارے پاس کھانا نہیں لیکن تم نے اپنے کھیت میں گیہوں بویا ہوا ہے اور چھوٹی چھوٹی روئیدگی جو اس کی نکلی ہوئی ہے تو کیا تمہاری بھوک کے وقت تمہارے لئے یہ تصور کافی ہو گا کہ

جب یہ روئیدگی بڑھے گی

دانے پکیں گے تو پھر ہم گندم کاٹ کر اپنے گھر میں لائیں گے اور آٹا پسوا کر روٹی پکائیں گے اگر تم اس وقت کا انتظار کرو گے تو تم مر جاؤ گے تمہیں بہرحال اپنی غذا کا کوئی نہ کوئی قائمقام سوچنا پڑے گا جیسے جو لوگ چاول کھانے کے عادی ہوں انہیں اگر چاول نہ ملیں تو چاہے انہیں نفرت ہو۔ بدہضمی ہو وہ گندم کھائیں گے یا گندم کھانے والے کو اگر کسی وقت گندم میسر نہیں آتی تو یہ نہیں ہوتا کہ وہ فاقہ کرنے لگ جائے بلکہ وہ چاول پکا کر کھا لیتا ہے۔ چاول نہیں ملتے تو مکی کھا لیتا ہے مکی نہ ملے تو باجرہ کھا لیتا ہے۔ اگر باجرہ نہیں ملتا تو وہ بعض دفعہ ڈھل کھا لیتا ہے (یہ ایک جنگلی دانہ ہے جسے پنجابی میں ڈھل کہتے ہیں۔ اردو نام مجھے معلوم نہیں) جس کو عام حالات میں انسان نہیں کھایا کرتا۔ بہرحال ایسے حالات میں انسان کو اپنی غذا کا قائمقام سوچنا پڑتا ہے۔

مَیں مانتا ہوں

کہ ہماری جماعت میں سارے کے سارے عربی نہیں پڑھ سکتے بلکہ اگر پڑھ بھی لیں تو ہماری جماعت میں ہر سال اتنے نئے آدمی داخل ہوتے رہتے ہیں کہ ہم ایسے تعلیمی معیار کو قائم رکھ ہی نہیں سکتے۔ قادیان میں عورتوں اور لڑکیوں کی تعلیم ہم نے کئی دفعہ سو فیصدی تک پہنچا دی تھی مگر دو چار سال کے بعد جب ہم پھر مردم شماری کرتے تو اسی نوّے فیصدی پر ان کی تعلیم آجاتی۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ وہاں ہجرت جاری تھی اور نئی نئی عورتیں باہر سے قادیان میں آتی رہتی تھیں اس لئے پہلا معیار گر جاتا تھا۔ یہی حال جماعت کا ہے جماعت میں بھی ایک روحانی ہجرت جاری ہے اور ہر سال کچھ شیعوں میں سے کچھ سنیوں میں سے کچھ وہابیوں میں سے کچھ شافعیوں میں سے کچھ دوسرے فرقوں میں سے نکل نکل کر لوگ ہمارے اندر شامل ہوتے رہتے ہیں۔ اور وہ قرآن سے واقف نہیں ہوتے۔

پس اگر ہم سارے لوگوں کو

قرآن پڑھا لیتے ہیں

تب بھی کچھ عرصہ کے بعد ایک حصہ ایسے لوگوں کا ضرور نکل آئے گا جو قرآن سے ناواقف ہوگا۔ اور پھر ہمارا فرض ہوگا کہ ہم ان کو قرآن سے واقف کریں۔ بے شک ہمیں ایسے ذرائع میسر نہیں کہ ہم ہر احمدی کو عربی پڑھا سکیں لیکن قرآن ایک ایسی چیز ہے جس کا تھوڑا بہت علم ہر شخص کو ہونا چاہیئے۔ کیونکہ قرآن ہماری روحانی غذا ہے جس طرح روٹی کھائے بغیر انسانی جسم زندہ نہیں رہ سکتا اسی طرح قرآن کے بغیر کبھی ہماری روح زندہ نہیں رہ سکتی۔ جسم کی موت کے بعد انسانی اعضاء سڑنے گلنے شروع ہو جاتے ہیں لیکن اگر کسی انسان کی روح مرجاتی ہے تو اس کا جسم سڑتا گلتا نہیں تم اسے چلتے پھرتے ہوئے دیکھتے ہو تو سمجھتے ہو کہ اس کی روح بھی زندہ ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہوتا ہے۔ تم اگر ایک دن یا دو دن یا چار دن یا سات دن غذا نہیں کھاتے تو تم سمجھ لیتے ہو کہ اب تم موت کے قریب پہنچ گئے ہو۔ اور جب کوئی مرجاتا ہے تو تمہیں اس کی موت میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔ کیونکہ اس کی موت کی علامتیں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ جب وہ سانس نہیں لیتا۔ جب وہ حرکت نہیں کرتا۔ جب وہ دیکھتا نہیں جب وہ سنتا نہیں۔ جب وہ بولتا نہیں تو تم سمجھ لیتے ہو کہ وہ مرگیا ہے لیکن روحانی موت کی علامتوں کا بسا اوقات تم مطالعہ نہیں کرتے اور یا پھر اپنے آپ کو تم فریب دینا چاہتے ہو کہ اس کے مُردہ ہونے کے باوجود تم اس کو زندہ کہتے ہو۔ ایک آدمی روحانی لحاظ سے دس سال سے مرا ہوا ہوتا ہے لیکن تم اسکے ساتھ بے تکلفانہ زندگی بسر کر رہے ہوتے ہو اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے جاتے ہو کہ وہ بڑے اچھے آدمی ہیں۔ بڑے نیک اور بزرگ ہیں۔ صرف اتنی بات ہے کہ نماز میں سست ہیں۔ یا فلاں بہت ہی نیک آدمی ہے۔ بڑا مخلص احمدی ہے لیکن چندہ میں سست ہے یا فلاں بڑا بزرگ ہے۔ سلسلہ کے ساتھ بڑا اخلاص رکھتا ہے لیکن ذرا جھوٹ بولنے کا عادی ہے۔ گویا ایک طرف تو تم یہ کہتے ہو کہ وہ روحانی لحاظ سے مرچکا ہے۔ اس کے اندر

زندگی کے کوئی آثار

نہیں۔ وہ بے نماز بھی ہے۔ وہ جھوٹا بھی ہے۔ وہ چندہ دینے میں بھی سست ہے۔ اور دوسری طرف تم یہ بھی کہتے جاتے ہو کہ وہ بڑا مخلص ہے۔ بڑا نیک اور بڑا بزرگ ہے یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے جرمنی کے

ایک بادشاہ کا گھوڑا بیمار ہوگیا وہ گھوڑا بڑا قیمتی تھا اس نے ڈاکٹروں کو بلایا اور کہا کہ اس کا علاج کرو اور ایک ایک گھنٹہ کے بعد اس کی حالت سے مجھے اطلاع دو۔ اگر ایک ایک گھنٹہ کے بعد مجھے اطلاع نہ ملی تو میں تمہیں سخت سزا دوں گا۔ اور جس شخص نے آکر مجھے یہ اطلاع دی کہ گھوڑا مرگیا ہے میں اسے قتل کر دوں گا۔ ڈاکٹروں نے بڑی کوشش کی کہ وہ کسی طرح اچھا ہو جائے مگر وہ اچھا نہ ہوا اور مرگیا۔ اب بادشاہ کو اطلاع پہنچانا بھی ضروری تھا اور دوسری طرف وہ یہ بھی سمجھتے تھے کہ جس نے یہ اطلاع پہنچائی اسے قتل کر دیا جائے گا۔ آخر سوچ کر انہوں نے بادشاہ کے ایک منہ چڑھے نوکر کو بلوایا اور اسے کہا کہ تم جاؤ اور بادشاہ کو یہ خبر پہنچا آؤ۔ اگر کوئی اور گیا تو وہ یقیناً مارا جائے گا لیکن اگر تم گئے تو ممکن ہے بادشاہ تمہیں معاف کردے کیونکہ تمہارا اس کو لحاظ ہے۔ گویا جہاں تک موت کا تعلق ہے اس کا موقع تمہارے لئے بھی اتنا ہی ہے جتنا ہمارے لئے لیکن تمہارے ساتھ چونکہ بادشاہ کو محبت ہے اس لئے ممکن ہے کہ وہ تمہیں معاف کردے۔ وہ تیار ہوگیا آدمی ہوشیار تھا جاتے ہی بادشاہ سے کہنے لگا حضور گھوڑا بالکل آرام میں ہے، اسے کوئی تکلیف نہیں وہ اطمینان سے لیٹا ہوا ہے نہ وہ تڑپتا ہے نہ وہ دُم ہلاتا ہے۔ نہ کان ہلاتا ہے اور نہ آواز نکالتا ہے۔ نہ حرکت کرتا ہے۔ نہ آنکھیں کھولتا ہے بالکل خاموش لیٹا ہوا ہے۔ بادشاہ نے کہا تو یوں کہو کہ وہ مرگیا ہے اس نے کہا حضور

میں نے یہ الفاظ نہیں کہے

کہ وہ مرگیا ہے یہ حضور خود فرما رہے ہیں تو جیسے اس نوکر نے کہا تھا کہ گھوڑا بالکل آرام میں ہے وہ خاموش لیٹا ہوا ہے نہ کان ہلاتا ہے نہ دُم ہلاتا ہے نہ سانس لیتا ہے نہ حرکت کرتا ہے۔ وہی کچھ کہو اور کہتے ہو فلاں بڑا بزرگ اور نیک ہے۔ صرف چندہ نہیں دیتا۔ فلاں بڑا بزرگ اور نیک احمدی ہے صرف نماز نہیں پڑھتا۔ فلاں بڑا بزرگ اور نیک احمدی ہے صرف جھوٹ بولتا ہے۔ فلاں بڑا بزرگ اور نیک احمدی ہے صرف غافل ہے۔ تم اپنی حماقت سے اس کی بزرگی کا ڈھنڈورا پیٹتے ہو حالانکہ روحانی طور پر وہ مُردہ ہوتا ہے۔ اگر وہ اسی طرح سڑتا جس طرح جسمانی مُردہ سڑا کرتا ہے تو سارا محلہ اس کی بدبو سے بھاگ اٹھتا مگر روح کی سڑاند ایسی چیز ہے کہ فرشتوں کو تو وہ محسوس ہوتی ہے لیکن انسان اسے محسوس نہیں کرتے۔ اس لئے جسم کی سڑاند سے تو وہ

پریشان ہو جاتے ہیں لیکن روح کی سڑاند کے باوجود وہ اسے بزرگ بھی کہتے جاتے ہیں۔ اسے نیک بھی قرار دیتے چلے جاتے ہیں۔ اسے مخلص بھی بتاتے جاتے ہیں۔ گویا تمہاری حسن ظنی اتنی زیادہ ہوتی ہے یا تمہاری

دین سے لاپرواہی اور استغناء

اتنا زیادہ ہے کہ ایک سڑی ہوئی لاش تمہارے سامنے پڑی ہوتی ہے اور تم اسے زندہ کہتے ہو۔ اگر تم میں دین کی محبت کا ذرا بھی احساس ہوتا تو تم سمجھتے کہ یہ لوگ مرگئے ہیں۔ اب ہمیں ان کو دفن کر دینا چاہیئے اور اگر ابھی وہ مرے نہیں صرف روحانی بیمار ہیں تو جس طرح کوئی جسمانی بیمار ہوتا ہے تو تم اس کا علاج کرتے ہو اسی طرح تمہارا فرض تھا کہ تم ان کا علاج کرتے اور ان کی درستی کی کوشش کرتے۔ انسان کا جسم چونکہ مُردہ ہو جاتا ہے اور سب لوگ اس کو جانتے ہیں اس لئے جب کوئی بیمار ہوتا ہے تو لوگ اس کا علاج کرتے ہیں اور وہ اسے

موت سے بچانے کی کوشش

کرتے ہیں۔ اگر انسانی جسم میں تعفن نہ پیدا ہوتا اور اس میں سڑاند پیدا نہ ہوتی تو شاید لوگ اپنے ماں باپ کا بھی علاج نہ کرتے اور وہ سمجھتے کہ اگر یہ مر بھی گئے تو ہم انہیں کرسیوں پر بٹھا رکھیں گے اور ان کو دیکھتے رہیں گے۔ لیکن محض اس وجہ سے کہ انسانی جسم سڑ جاتا ہے اس میں کیڑے پڑ جاتے ہیں۔ خواہ کوئی کتنا بھی پیارا ہو۔ مرنے کے بعد انسان چاہتا ہے کہ اسے جلدی دفن کردے تاکہ اس کی سڑاند اور بُو اسے پریشان نہ کردے مگر روحانی طور پر سڑنے کی دوسرے شخص کو بدبو نہیں آتی اس لئے ان کے مرنے کے باوجود تم کوشش کرتے جاتے ہو کہ انہیں زندہ قرار دو۔ حالانکہ

حقیقت یہ ہوتی ہے

کہ جس طرح انسان جسمانی طور پر مرتا ہے اسی طرح وہ روحانی طور پر بھی مرتا ہے۔ اگر وہ روحانی طور پر مرنے والے کی مختلف کیفیتیں ہم محسوس کریں تو ہم ان کی موت سے بہت پہلے ان کے علاج میں مشغول ہو جائیں مگر ہم ان کا علاج نہیں کرتے جس کا

نتیجہ یہ ہوتا ہے

کہ وہ مرجاتے ہیں اور جب وہ مرجاتے ہیں تو سل اور دق کی طرح ان کی بیماری ہمارے اندر بھی پیدا ہو جاتی ہے مگر سل اور دق میں تو جہاں کھانسی ہوئی۔ بخار ہوا لوگ ڈاکٹر کے پاس دوڑے چلے جاتے ہیں۔ اور یہاں

چونکہ تم اس کو زندہ اور تندرست سمجھتے ہو اس لئے تم بھی رفتہ رفتہ دین میں سست ہو جاتے ہو اور اپنی بیماری کا فکر نہیں کرتے۔ کہتے ہو الحمد للہ مجھے احمدیت سے بڑا اخلاص ہے صرف اتنی بات ہے کہ کبھی کبھی جھوٹ بول لیا کرتا ہوں۔ میں بہت ہی فدائی ہوں احمدیت کا اور میں اپنے آپ کو اخلاص اور محبت میں دوسروں سے کم نہیں سمجھتا۔ صرف اتنی بات ہے کہ میں نماز نہیں پڑھتا۔ اس طرح تم بھی مرجاتے ہو اور پھر تمہارا ہمسایہ تم سے اثر قبول کرتا ہے اور وہ بھی مرجاتا ہے۔ رفتہ رفتہ وہ مُردوں کی ایک جماعت ہو جاتی ہے جو زندوں کے لباس میں ہوتی ہے اور آخری نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ

قومی جدّوجہد

کو ایسے لوگ بالکل ترک کر دیتے ہیں اور نیکیوں میں آگے قدم بڑھانے کا مادہ ان میں نہیں رہتا۔

ہماری جماعت کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے کہ روحانی موت اور جسمانی موت یہ دونوں متوازی چیزیں ہیں۔ روح بھی مرتی ہے اور جسم بھی مرتا ہے۔ جب روح مرتی ہے تو

خدا کی ناراضگی

اور اس سے دوری کی علامات ظاہر ہوتی ہیں اور جب جسم مرتا ہے تو سانس رُک جاتا ہے۔ آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔ کان سُننا بند کر دیتے ہیں اور جسم کی حس و حرکت باطل ہو جاتی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ جسمانی موت سے روحانی موت زیادہ خطرناک ہوتی ہے کیونکہ خدائی ناراضگی اور

فرشتوں کی لعنت

یہ بڑا بھاری عذاب ہے لیکن جسمانی موت میں ایسا نہیں ہوتا بلکہ بسا اوقات جسمانی موت پر اللہ تعالے کے فرشتے آتے ہیں اور وہ کہتے ہیں چلو تمہیں خدا اپنے انعامات دینے کے لئے بلا رہا ہے اور جنت کے دروازے اس کے لئے کھل جاتے ہیں اور آسمانی وجود اس کے لئے دعائیں کرتے اور اسے سلام کہتے ہیں۔ پس ہمارے

نوجوانوں کو چاہیئے

کہ جہاں وہ جسمانی موت سے اتنے گھبراتے اور پریشان ہوتے ہیں وہاں وہ روحانی موت سے بھی اتنا ہی گھبرائیں اور اس سے بچنے کی کوشش کریں۔ ابھی پرسوں کی بات ہے ایک صاحب نے مجھے بتایا کہ یہاں جو احمدی فوجی افسر یا نیوی کے افسر ہیں وہ چندہ نہیں دیتے

مجھے یہ سنکر بڑا تعجب آیا کہ جب میں یہاں آتا ہوں۔ تو وہ خوشی سے میرے آگے آ جاتے ہیں۔ اور میرے ساتھ ساتھ پھرتے ہیں لیکن ان کی عملی حالت یہ ہے کہ وہ چندہ ہی نہیں دیتے۔ گویا ان کا ساتھ ساتھ پھرنا ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کسی مردہ لاش کو کل لگا کر تھوڑی دیر کے لئے چلا کر دکھایا جائے۔ ہم انہیں چلتے پھرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں۔ حالانکہ وہ

مردہ لاشیں

ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اس کی ذمہ داری ایک حد تک باقی جماعت پر بھی ہے ہر شخص جو خراب ہوتا ہے وہ دفعۃً نہیں ہوتا بلکہ آہستہ آہستہ ہوتا ہے۔ اور جب کوئی خرابی کی طرف اپنا قدم بڑھانے لگتا ہے۔ تو کیوں جماعت کے لوگ اسے نہیں سمجھاتے۔ کیوں اس کی منت وسماجت نہیں کرتے۔ کیوں اس کی اصلاح کی کوشش نہیں کرتے ان کا فرض ہے کہ وہ اسے سمجھائیں۔ اسے نصیحت کریں۔ اسے

تحریص وترغیب دلائیں

اس کے دینی احساسات کو بیدار کرنے کی کوشش کریں۔ ہاں کچھ عرصہ کے بعد جب دیکھیں کہ وہ اپنے اندر کوئی تغیر پیدا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوا تو اسے چھوڑ دیں اور سمجھ لیں کہ اب روحانی لحاظ سے مر چکا ہے۔ جیسے پانی میں ڈوبنے والا جب ڈوب جاتا ہے تو پانی سے اگر ڈیڑھ دو گھنٹے کے اندر اندر اسے نکال لیا جائے اور اسے مصنوعی تنفس دلایا جائے تو طب کہتی ہے کہ کئی لوگ بچ جاتے ہیں۔ اور ڈوبنے کے دس پندرہ منٹ کے اندر اندر اسے نکال لیا جائے تو اکثر لوگ بچ جاتے ہیں۔ لیکن اگر چوبیس گھنٹے گزر جائیں یا دو تین دن گزر جائیں تو پھر اسے زندہ کرنے کی ہر کوشش بے کار ہوتی ہے۔

اسی طرح اگر تمہارا کوئی بھائی کمزور ہے تو اسے تم

سمجھانے کی کوشش

کرو۔ اس کے لئے دعائیں کرو اسے وعظ ونصیحت کرو۔ لیکن جس طرح وہ شخص احمق سمجھا جائے گا جس کے بھائی کو ڈوبے ہوئے دو تین دن گزر چکے ہیں اور وہ اس کے ہاتھ ہلا رہا ہے۔ اور اسے مصنوعی تنفس دلا رہا ہے۔ اسی طرح وہ شخص بھی احمق سمجھا جائے گا جو دس سال تک سمجھاتا چلا جاتا ہے۔ اور پھر یقین رکھتا ہے کہ ابھی وہ زندہ ہے۔ جس طرح ڈوبنے کے دس پندرہ منٹ یا ڈیڑھ دو گھنٹے کے اندر اندر بچانے کی کوشش کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے طب کہتی ہے کہ دو گھنٹے تک بعض ڈوبنے والے زندہ ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح طب یہ بھی کہتی ہے کہ اگر ۲۴ گھنٹے کے بعد کوئی شخص ڈوبنے والے کو زندہ کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ اپنا وقت ضائع کرتا ہے کیونکہ اتنے عرصہ میں اس کی حقیقی موت واقع ہو چکی ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی کمزوری دکھائے تو

سب دوستوں کا فرض

ہے کہ وہ اس کے پاس جائیں اور اسے سمجھائیں۔ لیکن چھ مہینے یا سال کے بعد بھی اگر وہ اصلاح کرنے کی کوشش نہیں کرتا تو اسے مردہ قرار دے دیں۔

میں نے دیکھا ہے بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ دس سال ہو گئے فلاں کی ایسی حالت ہے اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ وہ اپنی اصلاح کرلے۔ حالانکہ یہ بے وقوفی کی بات ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ دس سال فلاں کے ڈوبنے پر گزر چکے ہیں۔ مگر میں اب بھی اسے مصنوعی تنفس دلانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ ایسے آدمی کو تم مردہ سمجھو اور اس سے اپنے تعلقات منقطع کرلو۔ بہرحال نیوی میں اگر ایک احمدی بھی باقاعدہ چندہ دینے والا ہے تو ایک کو احمدی سمجھو۔ اگر دو چندہ دینے والے ہیں تو دو کو احمدی سمجھو باقیوں کو کہو کہ تم ہمارے پاکستانی بھائی ہو۔ ہمارے ملکی بھائی ہو لیکن احمدیت والا بھائی چارہ تمہارے ساتھ کوئی نہیں

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

فرماتے ہیں۔ آخر الدواء الکی۔ آخری علاج داغ دینا ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ ادھر نزلہ ہوا کھانسی ہوئی اور ادھر داغ دے دیا۔ ہاں جب سارے علاج ختم ہو جاتے ہیں۔ تو پھر پلستر لگانا یا داغ دینا پڑتا ہے یا فصدیں کھولنی پڑتی ہیں۔ بہرحال یہ سب آخری علاج ہیں۔ اس سے پہلے پہلے ہمارا فرض ہے کہ ہم

اصلاح کے لئے

اپنی تمام کوششیں صرف کردیں۔ اگر اس کے بعد بھی ان کی اصلاح نہ ہو تو پھر ہمارا اور ان کا تعلق ختم ہو جاتا ہے۔ بے شک اس کے نتیجہ میں کچھ لوگ ہم سے الگ ہو جائیں گے لیکن اس صورت میں بھی ہمیں فائدہ ہی پہنچے گا۔ کیونکہ لوگ یہ سمجھیں گے کہ یہ لوگ مردوں کو اپنے ساتھ نہیں رکھتے۔ یہ زندوں کی جماعت ہے مردوں کی جماعت نہیں۔

کراچی کی جماعت

کو اس بارہ میں بے شک مشکلات ہیں کیونکہ یہاں ہر گروپ کے لوگ جماعت کا حصہ ہیں۔ جن کی ذمہ دار عہدہ داران کو نگرانی کرنی پڑتی ہے۔ اور پھر یہاں ماحول اس قسم کا ہے کہ مختلف قسم کی سوسائٹیوں میں شامل ہونے کی وجہ سے اخراجات زیادہ ہو جاتے ہیں اور جب اخراجات زیادہ ہو جائیں تو کمزور آدمی کے لئے چندہ دینا مشکل ہو جاتا ہے اور وہ مختلف قسم کے بہانے بنانے لگ جاتا ہے بعض کہتے ہیں کہ ہم اپنا سارا روپیہ اپنے باپ کو بھیج دیتے ہیں۔ اور جب باپ سے پوچھا جائے۔ تو وہ کہتا ہے کہ اس نے تو مجھے ساری عمر میں کبھی

ایک پیسہ بھی نہیں دیا

کوئی کہہ دیتا ہے کہ میں لوکل سکرٹری کو چندہ دے دیتا ہوں۔ لوکل سیکرٹری انکار کرے تو کہہ دیتا ہے کہ میں شہر کے احمدیوں کو دے دیتا ہوں۔ اور جب دونوں طرف سے پکڑا جاتا ہے تو کہتا ہے مجھے بڑی مشکلات ہیں۔ گھر میں ایسی بیماری ہے کہ اس کے اخراجات ہی پورے نہیں آتے۔ جب کچھ عرصہ کے بعد پوچھا جائے کہ بتائیے بیماری دور ہوئی ہے یا نہیں تو کہہ دیتا ہے کہ اب تو فلاں اخراجات آ پڑے ہیں جب کچھ اور انتظار کے بعد پھر چندہ مانگا جاتا ہے تو وہ گالیاں دینے لگ پڑتا ہے اور کہنے لگ پڑتا ہے کہ انہیں تو کوئی اور کام ہی نہیں۔ ہر وقت چندہ ہی چندہ مانگتے رہتے ہیں۔ اس طرح آہستہ آہستہ وہ

روحانی لحاظ سے

وہ بالکل مردہ ہو جاتا ہے۔ بہرحال دوسری جماعتوں اور یہاں کی جماعت میں فرق ہے۔ باہر اگر عہدے دار سست نہ ہوں تو عموماً جماعت کے چندوں میں کمی نہیں آتی کیونکہ سب ایک ہی قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ لیکن یہاں مختلف گروہوں کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ اور ان سب پر جماعت کو کنٹرول کرنا پڑتا ہے۔ پس

اس جگہ کی مشکلات

اور باہر کی مشکلات میں فرق ہے۔ لیکن جہاں اس جگہ کی مشکلات زیادہ ہیں۔ وہاں مختلف قسم کے لوگوں کی وجہ سے کئی قسم کے تجربات حاصل کرنے کے مواقع بھی یہاں کی جماعت کو زیادہ حاصل ہیں۔ ہمارے سامنے تو جو مختلف واقعات آتے ہیں۔ ان سے ہم ایک نتیجہ نکال لیتے ہیں۔ لیکن ان کے سامنے عملی مشکلات پیش آتی ہیں اس بارہ میں جو ان کا تجربہ ہے اس کی نوعیت بالکل اور رنگ کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک ہر شخص کی بیماری اور اس کے نقص کو مدنظر رکھتے ہوئے علاج نہ کیا جائے اس وقت تک پوری کامیابی نہیں ہو سکتی۔ سب لوگوں پر مجموعی نظر ڈالنے سے ہمیں تو معلوم ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگوں میں نقائص پائے جاتے ہیں لیکن قومی اصلاح کی جدوجہد جو تمام افراد کی اصلاح کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اسی وقت کامیاب ہو سکتی ہے۔ جب ہر شخص کے حالات کا الگ الگ جائزہ لیا جائے۔ اور اس کے مطابق اپنی کوششوں کو جاری رکھا جائے۔ میں چونکہ

زمیندار خاندان میں سے

ہوں۔ اس لئے مجھے زمینداری اور باغ وغیرہ لگانے کا خاص شوق ہے۔ میں نے قادیان میں ایک دفعہ اپنے مالی کو بلایا اور اسے کہا تم ایک چکر روزانہ باغ میں لگاتے ہو اور اسے کافی سمجھتے ہو۔ میری ہدایت یہ ہے کہ آئندہ جب تم چکر لگاؤ تو بیمار درختوں کے ساتھ ایک لال دھجی باندھ دیا کرو۔ دوسرے دن ایک کی بجائے دو چکر لگاؤ۔ ایک ان درختوں کے لئے جن پر لال دھجی نہ ہو۔ جب لال دھجی والے درخت اچھے ہو جائیں۔ تو ان کی دھجیاں کھولتے جاؤ۔ اس طرح تمہیں پتہ لگتا رہے گا کہ کون کونسے پودے بیمار ہیں جن کی تمہیں نگہداشت کرنی چاہیئے۔ اگر تم یونہی چکر لگاتے رہو گے۔ تو بیمار پودوں کی طرف تم کوئی توجہ نہیں کرو گے۔ اور وہ رفتہ رفتہ مر جائیں گے۔ اسی طرح جو جماعت کے سست افراد ہیں۔ ان کا

ایک مکمل ریکارڈ

جنرل سیکرٹری کے پاس ہونا چاہیئے۔ اور اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ فلاں شخص میں جھوٹ بولنے کا مرض ہے۔ فلاں میں نماز کی سستی کی عادت پائی جاتی ہے۔ فلاں چندہ میں سست ہے۔ فلاں میں بدکلامی کی عادت ہے۔ فلاں میں مہمان نوازی کی عادت نہیں اور پھر کوشش کرو کہ ان کی یہ بیماریاں دور ہو جائیں مولوی عبدالمالک صاحب یہاں سلسلہ کے مبلغ ہیں۔ مگر یہاں کی جماعت اب اتنی بڑھ چکی ہے کہ وہ ان کے لئے کافی نہیں ہو سکتے میں نے جماعت والوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ مرکز سے اور مبلغ منگوانے کی کوشش کریں۔ اگر وہ آجائیں۔ تو ان کی مدد سے ایسے لوگوں کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سنائی جائیں۔ قرآن کریم کی آیات سے ان کو وعظ کیا جائے۔ اور ان کی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس کے علاوہ تمہارا اپنا نمونہ ایسا ہونا چاہیئے کہ جاہے تم زبان

سے ایک لفظ بھی نہ کہو۔ تمہارے عمل سے لوگوں کو خود بخود تبلیغ ہوتی چلی جائے۔ اگر ایک احمدی رشوت نہیں لیتا۔ ظلم نہیں کرتا لوگوں کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آتا ہے کام میں دیانت دار ہے۔ محنت کا عادی ہے۔ قربانی اور ایثار سے کام لیتا ہے۔ تو کوئی آدمی خواہ اس کی مخالفت کرے

یہ لازمی بات ہے

کہ جب ترقی کا وقت آئے گا تو افسر اس کی سفارش کریں گے اور کہیں گے کہ یہ بڑا محنتی اور بڑا ہوشیار ہے اور جب افسر اس کی سفارش کریں گے تو مخالفین کا پراپیگنڈا خود بخود باطل ہو جائے گا اور لوگ سمجھیں گے کہ احمدیوں کو بلا وجہ بدنام کیا جاتا ہے ورنہ وہ بڑے محنتی اور دیانت دار ہیں۔ پس اپنے کیریکٹر سے اپنی فوقیت ثابت کرو اور لوگوں کو احمدیت کی طرف مائل کرو۔ مجھے

ایک احمدی کا واقعہ

معلوم ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ سنایا کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ کوئی احمدی سپاہی تھا جس پر جھوٹے الزام لگا لگا کے اُسے سزا دینے کی کوشش کی جاتی تھی۔ ایک دفعہ پولیس اور فوج کے کچھ آدمیوں میں جھگڑا ہو گیا اور انہوں نے ایک دوسرے کو مارا پیٹا۔ وہ انہیں ہٹاتا تھا مگر لوگ رکتے نہیں تھے۔ بعد میں جب تحقیقات ہوئی تو فوجی سپاہیوں نے مار پیٹ سے انکار کیا۔ پولیس والوں نے کہا کہ ایک اور شخص بھی ان میں تھا جو ان کو لڑائی سے باز رکھتا تھا۔ وہ اس وقت پیش نہیں ہے۔ آخر معلوم ہوا کہ لڑائی کے بعد اس پر کوئی الزام لگا کر فوجی حوالات میں اسے دے دیا گیا۔ جب اسے وہاں سے نکالا گیا تو اس نے سچی بات بتا دی۔ جب سپرنٹنڈنٹ پولیس کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو اس نے فوجی افسر کو لکھا کہ آپ کو اس کی ضرورت نہیں اسے ڈسچارج کر کے میرے پاس بھجوا دیں۔ چنانچہ وہ فوج سے ڈسچارج کر دیا گیا۔ اور پولیس میں اسے ملازمت مل گئی۔ تو

اعلیٰ کیریکٹر

بہر حال دوسروں پر اثر کرتا ہے۔ پس ہمیں اپنے کیریکٹر کو بلند رکھنے اور اپنے اخلاق کو اعلیٰ بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور ایسا نمونہ ان کے سامنے پیش کرنا چاہیئے کہ خود بخود ان کے دل ہماری طرف مائل ہوتے چلے جائیں۔ ابھی کل ہی ایک دوست نے سنایا کہ ایک پاکستانی رئیس مصر سے آیا ہے۔ اس نے سنایا کہ ہمیں مصر میں کچھ مصری ملے اور محبت سے سلام کیا۔ پھر کہا کہ ایک چیز ہے جس کی وجہ سے ہم آپ کی عزت کرنے پر مجبور ہیں اور وہ یہ ہے کہ آپ نے

ساری دنیا میں مبلّغ

بھیجے ہوئے ہیں۔ گویا ہمارے مبلغ بھیجنے کا ان کی طبیعتوں پر اتنا اثر ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم اس کارنامہ کی وجہ سے پاکستان کی عزت کرنے پر مجبور ہیں۔ ان کو یہ پتہ نہیں کہ پاکستان میں ہمارے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم عیسائیوں وغیرہ کو تبلیغ کرتے ہیں۔ گویا یہاں ہمارے مشنوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کا موجب قرار دیا جاتا ہے۔ اور باہر پاکستان کی اس لئے عزت کی جاتی ہے کہ یہاں سے تمام دنیا میں مبلغ بھیجے جاتے ہیں۔ تو اپنے نیک نمونہ کے ساتھ لوگوں کو تبلیغ کرو اور ان کے دلوں میں احمدیت کی محبت بٹھا دو۔ ملازم لوگ بے شک اپنے مُنہ سے ایک لفظ بھی احمدیت کی تائید میں نہ نکالیں لیکن دیانت داری تو ان کے اپنے اختیار میں ہے۔ کام کو محنت سے کرنا اور عمدگی سے سرانجام دینا تو ان کے اپنے اختیار میں ہے۔ اگر وہ

دیانتداری اختیار کریں

محنت اور ہوشیاری کے ساتھ کام کریں تو انکی احمدیت کبھی چھپ نہیں سکتی۔ فرض کرو ایک شخص یہ نہیں کہتا کہ میں احمدی ہوں۔ لیکن جمعہ کا دن آتا ہے تو وہ نماز کے لئے چل پڑتا ہے۔ لوگ اس سے پوچھتے ہیں۔ کہ آپ کہاں جمعہ پڑھیں گے اور وہ یہ کہتا ہے احمدیہ ہال میں اس پر خود بخود لوگ اسے کہیں گے کہ اچھا آپ احمدی ہیں۔ اسی طرح خواہ وہ زبان سے نہ کہے کہ میں احمدی ہوں۔ لیکن جب وہ جلسہ سالانہ پر جائے گا۔ تو لوگوں کو خود بخود پتہ لگ جائے گا کہ یہ احمدی ہے۔ اس طرح اس کا احمدی ہونا کبھی چھُپ نہیں سکتا۔ پس

ملازم پیشہ احباب کو چاہیئے

کہ وہ اپنا نمونہ ایسا اعلیٰ بنائیں کہ لوگ دیکھتے ہی محسوس کرنے لگیں کہ ان لوگوں میں اور دوسرے لوگوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مثلاً اگر وہ پاکستان کے لئے دوسروں سے زیادہ غیرت رکھتا ہے مسلمانوں کی دوسروں سے زیادہ خیر خواہی کرتا ہے ان کی تکالیف میں دوسروں سے زیادہ ہمدردی کرتا ہے تو ہر شخص دوسرے سے خود بخود پوچھے گا کہ یہ کونسا پاکستانی ہے جو پاکستان کی حفاظت کے لئے دوسروں سے زیادہ قربانی کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ اور جب لوگ اسے بتائیں گے کہ یہ احمدی ہے تو بغیر اس کے کہ وہ ایک لفظ بھی اپنی زبان سے نکالے

خود بخود تبلیغ ہوتی چلی جائیگی

اور لوگ یہ سوچنے پر مجبور ہونگے کہ جب احمدی اس قسم کے نیک اور خیر خواہ اور ملک و ملت کے ہمدرد اور جاں نثار ہوتے ہیں تو ہم کیوں نہ احمدی بن جائیں اسی طرح اگر کوئی شخص بیمار ہو گیا ہے اور یہ اس کے گھر پر جاتا اور اس کی خدمت کرتا اور اسکی تیمارداری میں حصہ لیتا ہے تو دوسرے کے دل میں خود بخود اس کی محبت پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ اور جب کسی موقعہ پر اس کے اپنے بھائی احمدیوں پر اعتراض کریں گے تو وہ کہے گا کہ تم غلط کہتے ہو۔ میں بیمار ہوا تھا تو تم نے تو مجھے پوچھا بھی نہیں مگر فلاں احمدی میری رات دن خدمت کرتا رہا۔ پس میں کس طرح سمجھ لوں کہ احمدی بُرے ہوتے ہیں۔ پس

تبلیغ کا راستہ

تمہارے لئے بند نہیں تم خواہ زبان سے تبلیغ نہ کرو۔ مگر کیا گورنمنٹ یا اور کوئی شخص تم کو یہ بھی حکم دے گا کہ تم دوسروں سے زیادہ دیانتدار نہ بنو۔ دوسروں سے زیادہ حب الوطنی نہ دکھاؤ۔ دوسروں سے زیادہ بنی نوع انسان کے خدمتگذار نہ بنو۔ دوسروں سے زیادہ راست باز نہ بنو۔ اور یہ بھی ایک تبلیغ ہے جس کی قانون اجازت ہی نہیں دیتا بلکہ وہ ہر پاکستانی سے اس کا مطالبہ کرتا ہے۔ اور جو لوگ ملازم پیشہ نہیں ان کے لئے اس میں کیا مشکل ہے کہ وہ اپنے اپنے رشتہ داروں اور گہرے دوستوں کو سمجھائیں اور جو اعتراض علماء نے ہم پر کئے ہیں۔ ان کا جواب دیں۔ کیا رشتہ داروں کی غلط فہمیاں دُور کرنے سے کوئی روک سکتا ہے۔ اگر غلط فہمیاں دور کرنے سے کوئی روکتا ہے تو اسے پہلے غلط فہمی پیدا کرنے والے کو روکنا چاہیئے۔ اب تو وہ زمانہ آگیا ہے کہ خود غیر احمدیوں نے ہمارے خلاف اس قدر مواد جمع کر دیا ہے کہ ہم کو رات دن ان کے اعتراضات کو دور کرتے رہیں تو یہی

ایک بڑا کام ہے

اگر تم ان کے اعتراضات کے جوابات دو اور انہیں بتاؤ کہ احمدیت کیا کہتی ہے تو یقیناً ایک دن ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ اور جب انہیں نظر آئے گا کہ تم سچے ہو اور تمہارے دشمن تم پر جھوٹے الزام لگاتے ہیں تو لازماً تمہارے دوستوں کی تعداد بڑھتی جائے گی۔ لوگ سمجھ لیں گے کہ تم مسلمانوں کے خیر خواہ ہو اور ہمیشہ ان کی ترقی کی کوشش کرتے ہو تو وہ آپ ہی آپ فیصلہ کر لیں گے کہ تمہارے مخالف غلطی پر ہیں۔ پس اپنے رویہ کو بدلو اور جماعت کے

کمزور حصّہ کی اصلاح

کرنے کی کوشش کرو اور ہر احمدی کے کیریکٹر کا جائزہ لے کر اس کے مرض کو دور کرنے کی طرف توجہ کرو۔ اگر ایک شخص کو مرض ہے نماز نہ پڑھنے کا اور تم اس کو چندے کا وعظ کرتے ہو۔ یا ایک شخص کو چندہ نہ دینے کا مرض ہے اور تم اس کو نماز کا وعظ کرتے ہو تو یہ ایسا ہی ہوگا جیسے کھانسی والے کو سر درد کی دوا دے دی جائے۔ اور سر درد والے کو کھانسی کی دوا دیدی جائے۔ یا ہیضہ والے کو نقرس کی دوا دیدی جائے۔ جس طرح یہ بیوقوفی ہے اسی طرح وہ بھی بیوقوفی ہے۔ پس علاج ہمیشہ مرض کے مطابق کرو اور جماعت کے کمزور حصّہ کو مضبوط بنانے اور اس کی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرو۔

جمعہ اور عیدین سے بھی بڑھکر مبارک دن

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"وہ دن کونسا دن ہے جو جمعہ اور عیدین سے بھی بہتر اور مبارک دن ہے۔ مَیں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ دن انسان کی توبہ کا دن ہے۔ جو ان سب سے بہتر ہے۔ اور ہر عید سے بڑھ کر ہے۔ کیوں۔ اس لئے کہ اس دن وہ بد اعمالنامہ جو انسان کو جہنم کے قریب کرتا جاتا ہے۔ اور اندر ہی اندر غضب الٰہی کے نیچے اُسے لا رہا تھا۔ دھویا جاتا ہے۔ اور اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں حقیقت میں اس سے بڑھ کر انسان کے لئے اور کون سا خوشی اور عید کا دن ہوگا۔ جو اسے ابدی جہنم اور ابدی غضب الٰہی سے نجات دے دے۔"

(تقریر ۲۷ر اگست ۱۹۰۲ء)

(پیشکردہ شعبۂ تربیت مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ۔ بسلسلہ عشرہ تربیت)

لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے نئی عمارت کی تعمیر

احباب جماعت کی خدمت میں ایک نہایت ضروری اپیل

زبذلِ مال در راہش کسے مفلس نمے گردد
خدا خود مے شود ناصر اگر ہمت شود پیدا
(حضرت مسیح موعودؑ)

مکرم صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب افسر لنگر خانہ۔ ربوہ

احباب جماعت "الفضل" میں یہ مسرت انگیز اطلاع پڑھ چکے ہوں گے کہ محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے ہاتھوں ۸ اکتوبر ۱۹۶۲ء کو ربوہ میں جدید لنگر خانہ کی بنیاد رکھی جا چکی ہے۔ اور نصرت گرلز پرائمری سکول کی وسیع عمارت جو ۱۹۶۲ء میں تیار ہوئی تھی لنگر خانہ کے لئے مخصوص کر دی گئی ہے اور اب اس وسیع عمارت کے سات کمروں کو رہائش گاہوں میں منتقل کرنے کے علاوہ اس میں باورچی خانہ اور سٹور اور کھانے کا ہال تعمیر ہونے والا ہے۔ یہ نئی عمارت چار پانچ ہزار مربع فٹ کے رقبہ پر محیط ہوگی۔ (پوری عمارت کا مجموعی رقبہ پندرہ سولہ ہزار مربع فٹ بن جائے گا)۔ انشاء اللہ العزیز۔

یہ حصہ مکمل ہوتے ہی نقشہ کے مطابق باقی عمارت کی بھی تعمیر شروع کر دی جائے گی۔ ظاہر ہے کہ یہ سارا کام بھاری اخراجات چاہتا ہے۔ نیز ضرورت کا تقاضا ہے کہ اسے جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے اور یہ مرکزی ادارہ جس کی حقیقی بنیاد خود امام الزمان سیدنا و مرشدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دست مبارک سے آج سے قریباً پون صدی بیشتر رکھی تھی اور جسے "فتح اسلام" کی اہم شاخ قرار دیا تھا۔ اپنی پوری شان کے ساتھ تعمیر ہو اور اس کی برکات وسیع سے وسیع تر ہو جائیں۔

اس سلسلہ میں خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں "تعمیر لنگر خانہ" کی نئی مد کھول دی گئی ہے۔ جماعت کے مخیر اور سربرآوردہ احباب سے خصوصاً اور دوسرے احباب سلسلہ سے عموماً اپیل ہے کہ وہ اس مقدس تحریک میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر اُن ابدی آسمانی انوار و فیوض سے بہرہ ور ہوں۔ جو اس یادگاری ادارہ کے ساتھ ازل سے وابستہ ہیں۔

مذہبی کتب

اردو۔ عربی اور انگریزی زبانوں میں خریدنے کیلئے ہمیشہ ہمیں یاد رکھیں

اورنیٹل اینڈ ریلیجس پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ گول بازار۔ ربوہ

پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی

۱۔ آپ کی قومی کمپنی ہے۔ ۲۔ نئی بسیں اور اعلیٰ سروس ہے۔
۳۔ بااخلاق عملہ ہے۔ ۴۔ دینی کاموں میں تعاون کرتی ہے۔
سفر کرتے وقت ہماری حوصلہ افزائی کریں۔ (جنرل منیجر)

ہمارے ہاں
ہر قسم کا چمڑا اور شو میٹیریل
بازار سے بارعایت مل سکتا ہے
آزمائش شرط ہے
شیخ محمد یوسف اینڈ سنز نزد احمدیہ مسجد لائلپور

کتاب ربوہ (باتصویر)

قیمت درجہ اول ساڑھے چار روپے درجہ دوم اڑھائی روپے
ملنے کا پتہ:۔ خاکسار کیپٹن (ملک) خادم حسین فیکٹری ایریا ربوہ

احباب خط و کتابت کرتے وقت اپنا پتہ صاف لکھا کریں۔ اور چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ (منیجر)

ضروری اعلان

ماہنامہ الفرقان کے چھ خاص نمبر یعنی حضرت میر محمد اسحاق رضی اللہ عنہ نمبر
حضرت حافظ روشن علی رضی اللہ عنہ نمبر۔ حضرت قمر الانبیاء رضی اللہ عنہ نمبر۔
خلافت و امامت نمبر۔ درویشان قادیان نمبر۔ اور عیسائیت نمبر کو ایک جلد میں مجلد تیار کرایا گیا ہے۔ اب صرف سولہ مجموعے باقی ہیں۔ جلد طلب فرمائیں۔
قیمت مع محصول ڈاک بارہ روپے۔

(منیجر الفرقان ربوہ)

قرآنی نمونوں کا مکمل مجموعہ

ہمارے یہاں جو عکسی، رنگین با ترجمہ یا بلا ترجمہ قرآن مجید اور حمائلیں طبع ہوتی ہیں اُن کے نمونوں کے ایک ایک ورق کا مکمل مجموعہ تیار کر دیا ہے اس مجموعہ میں ایک سو سے زیادہ نمونوں کے ورق ہیں یہ مجموعہ کیا ہے گویا تاج کمپنی کا نمائندہ تاج کمپنی کے قرآنوں کے بے نظیر عکسی، رنگین نمونے لیکر آپ کے پاس آ گیا ہے اب آپ آرام سے گھر بیٹھے انکی زیارت کیجئے اور جو قرآن پاک منگوانا چاہیں منگوا لیجئے۔

قرآنی نمونوں کا یہ مکمل مجموعہ بپتہ ذیل مفت طلب فرمائیے

تاج کمپنی لمیٹڈ پوسٹ بکس ۵۳۰ کراچی

نصرت رائیٹنگ پیڈ

جس پر
الیس اللہ بکاف عبدہٗ
کا بلاک پرنٹ شدہ ہے
ملنے کا پتہ
نصرت آرٹ پریس۔ ربوہ

درخواستہائے دعا

- حکیم نصر اللہ خان صاحب بالمقابل پورن نگر لاہور کو تجارت کے کاروبار میں کافی نقصان ہو گیا ہے۔
- بیگم شیخ مسعود احمد صاحب رشید کی طبیعت بوجہ کھانسی۔ زکام سر اور کانوں میں درد کئی دنوں سے خراب ہے۔
- حکیم نور علی خان صاحب متصل ظفر سملی لائن لاہور بعارضہ قلب بیمار چلے آ رہے ہیں۔
- ——— خواجہ حمید احمد صاحب کے لڑکے رشید احمد کا ناک کا اپریشن ہوا ہے۔
- میاں محمد ابراہیم صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ سماہیلہ عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ چند دنوں سے طبیعت زیادہ خراب ہے۔
- مکرم چوہدری محمد خان صاحب ریٹائرڈ پوسٹ مین قریباً تین ماہ سے مختلف عوارض کی وجہ سے بیمار رہے ہیں۔ اور کمزوری بہت ہو گئی ہے۔
- کوئٹہ چھاؤنی سے محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں کہ میرا بڑا لڑکا امتحان دے رہا ہے۔
- بشیر احمد صاحب احسن ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ مڈل سکول لکھتے ہیں میرے بچے کو ایک خطرناک پھوڑا نکلا ہوا ہے جس کا اپریشن کرایا گیا ہے مگر حالت تشویشناک ہے۔
- ملک رشید الدین صاحب انور خان پور ضلع رحیم یار خان سے اطلاع دیتے ہیں کہ خاکسار کی دادی اماں (والدہ ماجدہ محترم جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے مؤلف اصحاب احمد قادیان) اکسو وال میں بیمار ہیں۔ مکرم ماسٹر محمد اعظم صاحب ... اسی طرح والدہ صاحبہ بہت بیمار ہیں۔ احباب ان سب کے لئے دعا فرماویں۔

تریاق نسواں (ٹھرا کی گولیاں) اور اولاد بھی نرینہ ہوتی ہے۔ قیمت کورس پندرہ روپے ۱۵/- احمدیہ دواخانہ متصل ٹی۔ آئی پرائمری سکول ربوہ

حیات بشیر مؤلفہ شیخ عبدالقادر صاحب مؤلف حیات طیبہ و حیات نور
المشتہر شیخ عبدالهادی مسجد احمدیہ بیرون دہلی دروازہ لاہور - ۷/- روپے

اطفال کیلئے کتب شائع ہوگئیں

اطفال کے امتحانات ستارہ اطفال، ہلال اطفال نیّر اطفال اور بدر اطفال کے نصاب پر مشتمل باتصویر کتب شائع ہوگئی ہیں جن کا نام محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے "کامیابی کی راہیں" تجویز فرمایا ہے۔

قیمت حصہ اوّل ۳۰ پیسے دوم ۵۰ پیسے سوم ۷۵ پیسے اور چہارم ۷۵ پیسے
چاروں کا مکمل سیٹ -/۲ روپے (علاوہ محصول ڈاک)
مجالس اپنی ضرورت کے مطابق کتب جلدی حاصل کریں۔ ہر گھرانے کے لئے مفید کتب ہیں۔

(مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

تقریب رخصتانہ و درخواست دعا

عزیزم سید محمد یحییٰ خضر صاحب اسسٹنٹ ڈائریکٹر ملٹری لینڈز اینڈ کنٹونمنٹ پشاور ابن مکرم کرنل ڈاکٹر سید محمد یوسف شاہ صاحب انچارج احمدیہ میڈیکل مشن نائیجیریا کا نکاح ۸ فروری ۱۹۶۲ء کو محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے مسجد مبارک میں عزیزی سیدہ نعیمہ صادقہ ایم اے بنت سید مقصود علی شاہ صاحب مرحوم آف مانسہرہ سے پڑھا تھا۔ ان کا رخصتانہ ۶ر نومبر ۱۹۶۲ء کو عمل میں آیا بارات مدینہ سیّداں ضلع گجرات سے مانسہرہ گئی۔ اور بعد ۸ر نومبر کو مدینہ میں دعوت ولیمہ کا انتظام کیا گیا جس میں محترم ڈاکٹر صاحب کے احمدی و غیر احمدی اقارب کے علاوہ جماعت احمدیہ گجرات کے منتخب افراد شامل ہوئے محترم ڈاکٹر صاحب چند دنوں تک اپنے اہل و عیال سمیت واپس نائیجیریا تشریف لے جا رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے اس خوشی کے موقع پر بطور تشکر کے ایک مستحق کے نام سال بھر کے لئے روزنامہ الفضل جاری کروایا ہے فجزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں عزیزان اور جملہ متعلقین کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے اور تقویٰ اور نیکی کے فروغ نیز رزق حسنہ کا ذریعہ ثابت کرے، آمین۔

(خاکسار سید منیر احمد باہری)

۵۰ فیصدی کمیشن
خالص سلاجیت

حکیم شیخ بوعلی سینا لکھتے ہیں الاانہ بالغ المنافع "یاد رہے وہ (سلاجیت) بہت نافع دوا ہے، وید اور اطباء ہمیشہ اس کی تعریف میں رطب اللسان رہے۔ اس کی خصوصیات یہ ہیں بے ضرر ہے کثیر الفوائد ہے باوجود بیش قیمت ہونے کے بہت دعا تی ہے۔ ہڈیوں کی ٹی بی۔ کثرت پیشاب کمزوری کے لئے بہت مفید ہے قیمت ۲۰ تولہ ۵ روپے ۸۰ تولہ ۲۰ روپے۔ پتہ - جڑی بوٹی سپلائی مانسہرہ (ضلع ہزارہ)

مفرح عنبری نقرئی

یہ دوائی نہایت مفرح ہاضم اور مقوی اعضائے رئیسہ ہے دل و دماغ اعصاب معدہ جگر اور قوائے نفسانیہ کو اجاگر کرتی ہے غم رنج صدمہ لمبی بیماری۔ کسی زہر یا بڑھاپے کی وجہ سے طاقتیں کمزور ہوگئی ہوں دل گھٹتا ہو ہاتھ پاؤں سرد ہو جاتے ہوں بہت جلد کھلا حرارت عزیزی کو ابھار چست کر دیتی ہے غرضیکہ تمام کارخانہ بدن صحیح حالت میں ہو جاتا ہے ہر غذا ہضم ہونے لگتی ہے۔ قیمت ۲۰ خوراک ۵۰/۶ روپے
احمدیہ دواخانہ متصل ٹی آئی پرائمری سکول - ربوہ

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں عمارتی لکڑی دیار - کیل - پڑتل - چیل - کافی تعداد میں موجود ہے ضرورتمند احباب ہمیں خدمت کا موقع دے کر مشکور فرمائیں
گلوب ٹمبر کارپوریشن ۲۵ نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور فون نمبر ۶۲۲۶۱۸
شاہ ٹمبر سٹور ۲۰ فیروز پور روڈ لاہور لائلپور ٹمبر سٹور - راجباہ روڈ لائلپور فون ۳۸۶۶

ہمیشہ اپنی طارق ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ کی
آرام دہ بسوں پر سفر کیجیے
(جنرل منیجر)

تریاق چشم رجسٹرڈ کی خاص تاثیر

میں خود بھی حیران ہوں اور نہ ہی مدمر کا دعویٰ ہے مگر لوگ کہتے ہیں کہ آپ کا سرمہ تریاق چشم ایک سال کے تین چار دن میں ختم کر دیتا ہے چوہدری نذیر احمد صاحب گوندل ضلع شیخوپورہ کو سندھ سے ڈاکٹر ادا کرچی بار بار اپنے دوا خانہ میں مریضان چشم کے لئے منگواتے ہیں چنانچہ ڈاکٹر حبیب اللہ خان صاحب آف نشان تحریر فرماتے ہیں پانچ تولہ تریاق چشم بذریعہ وی پی ارسال فرما دیں پھر سید کلیم صاحب البدر ٹوپی ضلع مردان تحریر فرماتے ہیں دس شیشیاں تریاق چشم بذریعہ وی پی ارسال فرما دیں۔ اب آپ خود ہی غور فرمائیں کہ اس سے زیادہ کس مریضان چشم کے لئے اور کیا یقینی شہادت ہو سکتی ہے۔ تریاق چشم ایک نباتاتی مرکب ہے جو کمزوری نظر کو دور کرتا ہے اور آنکھوں کو صحت مند ہویا باہر کاٹ دیتا ہے زخم فارش۔ دھند۔ جالا۔ گوندھ۔ تیز روشنی میں آنکھ نہ کھلنا اور مطالعہ سے محروم رہنا سب کے لئے بے حد مفید ہے چالیس سال کے دوران میں اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر صاحب اور دیگر نامور ڈاکٹروں اور اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ سے امتیازی سرٹیفکیٹ حاصل کر چکا ہے خدمت خلق کے پیش نظر قیمت وہی ہے جو چالیس سال پہلے مقرر کی گئی تھی قیمت پانچ روپے فی تولہ نوٹ:- اب کوئی صاحب سابق پتہ گردھی شاہدولہ ضلع گجرات پر آرڈر نہ بھیجیں - الحکیم مرزا احمد شریف بیگ مینیجر تریاق چشم حویلی منصف ذیلدار سیالکوٹ چھاؤنی ضلع سیالکوٹ

ٹانکس
مقویات

جو ہر موسم میں قابل استعمال ہیں مگر سردیوں میں حیرت انگیز افادیت کی حامل ہیں۔

بے بی ٹانک:- بچوں کی کمزوری اور سوکھے پن اور سوکھے کا علاج ۔۔ ۳/-
برین ٹانک:- دماغی تھکان اور حافظہ کی کمزوری کا علاج ۔۔ ۳/-
جنرل ٹانک:- دماغی اور اعصابی کمزوری کا علاج ۔۔ ۴/-
سپیشل ٹانک:- جسمانی کمزوری لاغری اور کمی خون کا علاج ۔۔ ۵/-
سپیشل کورس ۔۔ ۱۰/-
دی جوڈی ٹیننگ کورس ۔۔ ۲۰/-

لاہور:- لاہور کیور ہومیو سنٹر۔ ٹاؤن ہال اینڈ ڈاٹ ڈینٹل بلڈنگ گوری مال
لائلپور:- لائلپور کیور ہومیو سنٹر۔ الفا میڈیکل سٹور کچہری بازار
سرگودھا:- سرگودھا کیور ہومیو سنٹر۔ یاسین میڈیکل ہال کچہری بازار
کراچی:- کراچی کیور ہومیو سنٹر۔ ایمپریس فارمیسی (بالمقابل ایمپریس مارکیٹ)
ربوہ:- ربوہ کیور ہومیو سنٹر۔ ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی گول بازار۔

سنٹرل سپیریئر سروسز انگلش امتحان کلاس

عرصہ تعلیم ۱۲-۱۲-۶۲ تا ۱۵-۳-۶۳
آغاز کلاس ۱۲-۱۲-۶۲
فیس کل ۹۰ روپے
لازمی مضامین۔ داخلہ کے لئے درخواستیں بنام اسٹیٹ ڈائریکٹر سی ایس ایس ایگزیمینیشن کلاس یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور
وپہنچ ۲۸-۱۱-۶۲ء
(ناظر تعلیم ربوہ)

ہمدرد نسواں (دھڑا کی گولیاں) دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ سے طلب کریں۔ مکمل کورس ایک بیس روپے

انسانی اعمال میں سب سے مقدم چیز قومی اخلاق ہوتے ہیں

جب تک قوم میں اخلاق پیدا نہ ہوں اُس وقت تک نہ دین درست ہوتا ہے اور نہ دنیا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قومی اخلاق کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ترقی کی اصل وجہ یہی تھی کہ لوگ جو بات سنتے تھے اس کو پکڑ لیتے تھے اور پھر اس کو انتہا تک پہنچاتے تھے کہ ہر دیکھنے والا شخص یہ سمجھتا تھا کہ یہ بات ان کے اندر راسخ ہو گئی ہے۔ بہرحال یہ یاد رکھو کہ سب سے مقدم چیز انسانی اعمال میں قومی اخلاق ہوتے ہیں جب تک قوم میں اخلاق پیدا نہ ہو جائیں اس وقت تک نہ دین درست ہوتا ہے نہ دنیا درست ہوتی ہے میں کہتا ہوں جیسے میں نے ابھی ایک اور مسئلہ پر بھی کہا تھا کہ تم یہ تو سوچو کہ قرآن کریم نے اخلاق فاضلہ کے سیکھنے کی نصیحت کی ہے۔ تم یہ جانے دو کہ میں تمہیں اخلاق فاضلہ کی جو تعبیر بتاتا ہوں تم کہو وہ غلط ہے۔ تم یہ جانے دو کہ وہ اخلاق فاضلہ جن کو میں اخلاق فاضلہ قرار دیتا ہوں ان کے متعلق تم کہہ دو کہ یہ غلط ہیں۔ یہ نہیں ہیں اخلاق فاضلہ۔ پر آخر یہ تو قرآن کریم سے پتہ لگتا ہے کہ تقویٰ ایک چیز کا نام رکھا گیا ہے اور بعض کاموں کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ اچھے ہیں مثلاً بتایا گیا ہے کہ مومن سچ بولتے ہیں بتایا گیا ہے کہ مومن متکبر نہیں ہوتے۔ بتایا گیا ہے کہ مومن مسرف نہیں ہوتے یہ بتایا گیا ہے کہ متقی انفاق کرنے والے ہوتے ہیں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ سچی شہادت دینے والے ہوتے ہیں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ چوری نہیں کرتے ڈاکہ نہیں مارتے۔ زنا نہیں کرتے اسی طرح اور کئی باتیں نہیں کرتے۔ اب تم مجھ سے کتنا بھی اختلاف کر لو۔ ساری دنیا سے اختلاف کر لو۔ کہو سچ کے معنے جو تم کرتے ہو غلط ہیں۔ یہ نہیں سچ کے معنے۔ تم یہ کہہ سکتے ہو کہ اخلاق فاضلہ کا کوئی لفظ ہی قرآن کریم میں نہیں ہے تم نے اپنے پاس سے بنایا ہے پر کچھ نہ کچھ تو قرآن نے کہا ہے یا نہیں کہا۔ یہ تو تم مانو گے۔ صدق کے معنے یا سداد کے معنے جو میں کرتا ہوں یا کوئی اور کرتا ہے تم کہہ دو یہ غلط ہیں ہم تو اس کو نہیں مانتے پر آخر صدق کا لفظ قرآن کریم میں آیا ہے کوئی تو اس کے معنے کرنے پڑیں گے۔ تو میں کہتا ہوں جو بھی معنے تم کرتے ہو تم یہ بتا دو کہ تم نے جو معنے کئے ہیں اس پر عمل شروع کر دیا ہے۔ تو بس میری تسلی ہو جائے گی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم وہ معنے کرو جو میں کرتا ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم وہ معنے کرو جو غزالی کرتا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ تم وہ معنے کرو جو شاہ ولی اللہ کرتے ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ تم وہ معنے کرو جو محمد مکیؒ کرتے ہیں۔ ان سب کو چھوڑ دو۔ تم وہ معنے کرو جو تم کرتے ہو۔ اور پھر تم بتا دو کہ اس میں سے آتنی پرسنٹیج ([illegible]) اخلاق پر ہم قائم ہو گئے ہیں جب تم یہ بتا دو گے تو میرے لئے اتنا ہی جواب کافی ہو گا۔ میں پھر مزید بحث نہیں کروں گا۔ لیکن اگر تم نہ میرے معنے سنو نہ اپنے معنے سنو نہ غزالی کے معنے سنو نہ شاہ ولی اللہ کے معنے سنو۔ نہ محمد مکیؒ کے سنو ان میں سے کسی کے بھی نہ سنو اور اس کے بعد یہ بھی کہو کہ ہم قرآن پر عمل کرنا چاہتے ہیں یا کرتے ہیں یا کوشش کرتے ہیں تو یہ فضول اور بے معنے بات ہے حقیقت یہ ہے کہ اخلاق فاضلہ کے بغیر نہ دین درست ہو سکتا ہے نہ دنیا درست ہو سکتی ہے"

(الفضل ۳ر نومبر ۱۹۵۵ء)

کلام

ظہورِ مہدیٔ آخر زماں ہے
سنبھل جاؤ کہ وقتِ امتحاں ہے
محمدؐ میرے تن میں مثلِ جاں ہے
یہ ہے مشہور جاں ہے تو جہاں ہے

(کلام محمود)

صدارتی انتخاب ۲ر جنوری کو ہوگا!

دونوں صوبوں میں پولنگ ایک ہی دن ہوگا!

راولپنڈی یکم دسمبر۔ الیکشن کمیشن نے اعلان کیا ہے کہ صدارتی انتخاب کے لئے پولنگ دونوں صوبوں میں دو جنوری ۱۹۶۵ء کو ہوگا۔ ووٹ صبح ساڑھے آٹھ بجے سے تیسرے پہر ساڑھے تین بجے تک ڈالے جائیں گے۔

معلوم ہوا ہے کہ صدارتی انتخاب کی تاریخ کا فیصلہ کل الیکشن کمیشن کے اجلاس میں کیا گیا جس کی صدارت چیف الیکشن کمشنر مسٹر جی معین الدین نے کی۔ چونکہ اب صرف چار امیدوار باقی رہ گئے ہیں اس لئے ان کی سکریننگ نہیں کی جائے گی۔ انتخابات میں براہ راست مقابلہ صدر ایوب اور محترمہ فاطمہ جناح کے درمیان ہوگا۔ مسٹر کمال اور میاں بشیر احمد کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ توقع ہے کہ پولنگ کی تاریخ کے اعلان کے بعد فریقین اپنی انتخابی مہم کو اور زیادہ تیز کر دیں گے۔ معلوم ہوا ہے کہ الیکشن کمیشن صدارتی انتخاب کے نتیجہ کی تاریخ کا اعلان بعد میں کرے گا۔

یونیورسٹی آرڈیننس اور تحفظ امن عامہ کے آرڈیننس میں ترمیم

کراچی یکم دسمبر۔ حکومت مغربی پاکستان نے یونیورسٹی آرڈیننس اور امن عامہ سے متعلق آرڈیننس میں ترمیمات کر دی ہیں جنہیں منظوری کے لئے مغربی پاکستان اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں جو ۱۲ر دسمبر کو منعقد ہو رہا ہے پیش کیا جائے گا۔

یہ انکشاف کل صوبائی وزیر قانون و امور پارلیمانی مسٹر غلام نبی میمن نے کیا ہے اخبارات اور مطبوعات کے آرڈیننس میں پہلے ہی ترمیم کی جا چکی ہے یہ بھی صوبائی اسمبلی میں توثیق کے لئے پیش کی جائے گی اس کے علاوہ مغربی پاکستان اسمبلی کی منظوری کے لئے نو اور ترمیمی آرڈیننس پیش کئے جائیں گے۔

گورنمنٹ کالج کو دو لاکھ روپے کا عطیہ

لاہور یکم دسمبر۔ گورنمنٹ کالج کے جشن صد سالہ کے موقع پر صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خان نے حکومت پاکستان کی طرف سے دو لاکھ روپے کے عطیہ کا اعلان کیا ہے۔

وصولی کا آخری مہینہ

(محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم وقف جدید۔ ربوہ)

وقف جدید کا مالی سال ۳۱ر دسمبر ۱۹۶۴ء کو ختم ہو رہا ہے لیکن ابھی تک اکثر جماعتوں کے ذمہ بقایاجات کی بھاری رقمیں موجود ہیں۔ تحریری طور پر تمام جماعتوں کو یاد دہانی کرائی جا چکی ہے لیکن کئی عہدیداران کی طرف سے جواب موصول نہیں ہوا۔ جملہ افراد کرام و صدر صاحبان سے تاکیدی درخواست ہے کہ جلد سے جلد اپنی اپنی جماعت کے چندہ وقف جدید کی سو فیصد وصولی کرنے کی طرف توجہ دیں۔ جتنی رقم وصول ہو چکی ہے فوری طور پر ارسال فرما دیں اور اس سلسلہ میں اپنی مساعی سے دفتر ہذا کو مطلع فرما دیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

ٹکٹ سٹیج بر موقعہ جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ کے موقع پر جو دوست سٹیج کا ٹکٹ حاصل کرنا چاہتے ہوں وہ اپنی درخواست مع جملہ کوائف وجہ استحقاق اور تصدیق و سفارش امیر یا پریذیڈنٹ جماعت (جو بھی صورت ہو) ۱۵ دسمبر تک نظارت ہذا میں بھجوا دیں۔ بعد میں آنے والی درخواستوں پر غور نہیں ہوگا۔

اس سلسلہ میں کوئی خط و کتابت نہیں ہوتی اور نہ ہی درخواست بھجوانے والوں کو کوئی اطلاع دی جاتی ہے۔ جلسہ کے موقع پر آکر دوست دفتر سے پتہ کر سکتے ہیں۔

(ناظر اصلاح و ارشاد)